جناب قادر بخش صاحب نمائندہ مسلم یوتھ آرگنائزیشن فیجی
مقیم پاکستان

اُمّتِ مسلمہ کا ایک بھولا ہوا باب

جنوبی بحر الکاہل کی مسلم اقلیت

"الاسلام" اور ایک مضمون جزائر فی جی سے متعلق اور اس کے علاوہ ایک عدد انگریزی میں لکھا ہوا نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا کے مسلمانوں کے متعلق مضمون بھی آپ کی خدمتِ اقدس میں ارسال کر رہا ہوں۔ آپ سے یہ گذارش ہے کہ آپ ان متذکرہ بالا مضامین کو ضروری ترامیم کے ساتھ اپنے مشہور و معروف ماہنامہ الحق میں شائع فرما کر مشکور و ممنون فرما دیں۔ مرزائیوں اور دوسرے غیر مسلم لوگوں کی سرگرمیوں سے متعلق آپ کو اندازہ ہو سکے گا۔ اس کے علاوہ میں آپ کی اطلاع کے لئے چند ایک ضروری گذارشات آپ کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ:

۱۔ اس وقت جزائر فی جی سے ایک طالب علم "احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور" میں زیرِ تعلیم ہے۔

۲۔ تقریباً پانچ طالب علم "جامعہ احمدیہ ربوہ" میں بھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

۳۔ تقریباً ۲ سند یافتہ احمدی عالم جزائر فی جی میں ربوہ مشن کی طرف سے سرگرمِ عمل ہیں۔

۴۔ ۱۹۶۶ء میں فی جی کی مردم شماری کے مطابق دونوں احمدیہ فرقوں کے دو ہزار دو سو مرزائی ہیں (۲۲۰۰) جن میں اکثریت مسلمانوں سے ہی مرتد ہونے والوں کی ہے۔

اس کے برعکس ہمارے ہاں اس وقت دو حافظِ قرآن اور جناب مولانا بشیر احمد دیوان صاحب فارغ التحصیل "دارالعلوم دیوبند ہندوستان" ہی حقیقی اسلام کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

۵۔ آپ کے ماہنامہ الحق جلد نمبر ۲ شمارہ نمبر ۹ جون ۱۹۶۷ء کے صفحہ نمبر ۵ پر جس تنظیم کا ذکر آپ نے فرما رکھا ہے یہ خط اُسی تنظیم سے متعلقہ ہے۔ تبدیلی اس وقت اس میں صرف یہ ہے کہ پہلے اس تبلیغی ادارہ کا نام (BROTHER HOOD OF ISLAM) تھا۔ اب ہم نے اس کا نام تبدیل کر کے "فی جی مسلم یوتھ آرگنائزیشن" جس کا عربی نام رَابِطَۃُ الشَّبَابِ الْمُسْلِمِ الْفِیجِیَّۃِ۔ رکھ دیا ہے۔ میں اپنے اس ادارہ اور فی جی

کے مسلمانوں کی طرف سے آپ کے اُن مضامین کا جو آپ اب تک شائع فرما چکے ہیں۔ اور ان مضامین کا بھی جو کہ اب ارسال کر رہا ہوں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مع السلام۔ دعاگو۔ قادر بخش۔

جنوبی بحرالکاہل لاتعداد چھوٹے بڑے جزیروں پر مشتمل ہے۔ ان جزائر پر ریاستہائے متحدہ امریکہ، برطانیہ، فرانس، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کی حکومت ہے، اور ان سے قبل ہالینڈ اور جرمنی نے ان پر حکومت کی ہے۔ موجودہ دور میں جبکہ تمام قومیں ایک ایک کر کے آزادی حاصل کرتی جا رہی ہیں۔ ان جزائر کے بسنے والوں میں بھی آزادی کا جذبہ پیدا ہوا۔ اور اقتدار کی منتقلی نہایت پرامن طریقے سے ہوئی۔ ان تمام جزائر میں مسلمان صرف نیوزی لینڈ، آسٹریلیا اور جزائر فیجی میں آباد ہیں۔ اکثریت ان ممالک میں عیسائیوں کی ہے۔ مسلم آبادی عیسائیوں کے اس بحرِ عظیم میں جگہ جگہ بکھری پڑی ہے۔

نیوزی لینڈ کے مسلمان | نیوزی لینڈ میں مسلمان بہت ہی قلیل تعداد میں ہیں۔ یعنی وہاں کی ۲۵ لاکھ کی آبادی میں ان کی کل تعداد تقریباً ۲۰۰۰ ہے۔ یہاں اسلام ہندوستانی تاجروں اور بالخصوص گجراتی تاجروں کے ذریعے پھیلا جو یہاں مختلف اوقات میں کاروبار کے سلسلہ میں آتے رہتے۔ حال ہی میں یورپ سے نقل مکانی کرنے والوں میں کچھ مسلمان البانیہ، یوگوسلاویہ اور ترکی سے یہاں آئے ہیں۔ جزائر فیجی کے بھی کچھ مسلمان یہاں مستقل سکونت اختیار کر چکے ہیں۔

مذہبی امور کی نگرانی کیلئے مسلم تنظیمیں قائم کی گئی ہیں۔ آک لینڈ جو کہ نیوزی لینڈ کا سب سے بڑا شہر ہے، وہاں کے مسلم طلبہ بھی ان تنظیموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ابھی تک مسلمان اتنے بڑے شہر میں بھی اپنے لئے کوئی علیحدہ سکول یا مدرسہ قائم نہیں کر سکے۔ ولنگٹن نیوزی لینڈ کا دارالحکومت ہے۔ آک لینڈ اور ولنگٹن میں مساجد تعمیر کرنے کی تجاویز زیرِ غور ہیں۔ علماء اور جدید علوم سے واقف حضرات کی کمی بڑی شدّت سے محسوس کی جا رہی ہے۔ اس وقت صرف ایک ہندوستان سے بلائے ہوئے عالمِ دین، اسلام کی سربلندی کیلئے سرگرمِ عمل ہیں۔ جدید علوم سے واقف علماء کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی ہے اور اس صورتِ حال کو کسی بھی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مبلّغین کی کمی کے پیشِ نظر اسلام کی دعوتِ عام لوگوں تک ابھی نہیں پہنچائی جا سکی۔ اسلامی لٹریچر کی کمی بھی اس کا ایک سبب ہے، دردِ دل رکھنے والوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

آسٹریلیا کے مسلمان | آسٹریلیا میں اسلام پہلے پہل ہندوستانی اور افغانی شتربانوں کے ذریعہ پھیلا جنہیں اندرونِ ملک صحرائی خطوں میں نقل و حمل میں معاونت کے لئے بلایا گیا تھا۔ آسٹریلیا کی مجموعی آبادی ایک کروڑ ۲۵ لاکھ ہے جس میں چودہ ہزار پانچ سو مسلمان ہیں مسلمانوں کی یہ آبادی سفارتی نمائندوں، ایشیائی ممالک کے مسلمان طلبہ اور نقلِ مکانی کرنے والے مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ ہجرت کرنے والے لوگ زیادہ تر البانیہ، یوگوسلاویہ، اردن، لبنان، قبرص و دیگر عرب ممالک ترکی، افغانستان، پاکستان، انڈونیشیا اور ملائشیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ حال ہی میں ترکی اور آسٹریلیا کے درمیان ایک معاہدہ ہوا ہے جس کے تحت ایک لاکھ ترک ترکی سے دس سال کے اندر نقل مکانی کر کے آسٹریلیا میں مستقل سکونت اختیار کریں گے۔ آسٹریلیا کے تقریباً تمام بڑے بڑے شہروں میں اب مسلمانوں کی کچھ کچھ آبادیاں ہیں۔

مختلف اسلامی سوسائٹیاں اور طلباء کی تنظیمیں نئی نسل کی تعلیم و تربیت کیلئے مسلم سکول کھولنے پر سنجیدگی سے غور کر رہی ہیں۔ اس وقت وہاں تقریباً تمام ریاستوں میں مساجد اور اسلامی مراکز قائم ہیں، جن میں کلاسیں جاری ہیں۔ تاہم پھر بھی ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ ہی کافی نہیں بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی کوششیں تیز سے تیز کر دینی چاہئیں۔ مسلم بچوں کی تربیت کو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام محض نام و غور کا ہی قائل نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جس میں مہد سے لیکر لحد تک تمام مسائل کا حل موجود ہے۔

ایک بڑی وجہ جبکی وجہ سے آسٹریلوی حکومت ان نقلِ مکانی کرنے والے مسلمانوں کو قبول کر رہی ہے، یہ ہے کہ مہاجرین ان کی غلامی میں رہیں گے، اور ساتھ ہی ساتھ غیر مسلم اکثریت کے ساتھ گھل مل کر مذہب سے بیگانہ بھی ہوتے جائیں گے۔ اس لئے جو مسلمان آسٹریلیا میں آباد ہونا چاہتے ہیں۔ ان کو اس سلسلہ میں کافی محتاط رہنا چاہیئے۔ اگر آسٹریلوی حکومت صحیح معنوں میں نقلِ مکانی کے حق میں ہے تو اسے نقلِ مکانی کرنے والوں کی ضروریاتِ زندگی بالخصوص مذہبی امور میں بھی وسیع النظری کا ثبوت دینا چاہیئے، جیسا کہ ملک کی مسلمان تنظیموں نے وقتاً فوقتاً اس مسئلہ کو اٹھایا ہے۔ بالخصوص ترکی سے آنے والے مسلمانوں پر بھی لازم ہے کہ وہ اپنی مخصوص مسلمان کالونیاں بسا کر رہیں تاکہ وہ اپنی مذہبی امور میں آزاد ہوں اور اپنی انفرادیت کو برقرار رکھ سکیں۔

آسٹریلیا میں پہلی مسجد جو کہ پرتھ (PERTH) میں واقع ہے۔ ۱۸۹۰ء میں افغانیوں نے تعمیر کی تھی اس کے علاوہ بھی مسلمانوں نے مختلف علاقوں میں مساجد تعمیر کیں جن میں کینبرہ (CANBERRA)

جوکہ آسٹریلیا کا دارالحکومت بھی ہے کی مسجد بالخصوص قابلِ ذکر ہے۔ جسکو مختلف مسلمان ممالک کے سفارتخانوں نے مل کر تعمیر کیا ہے۔ اور جس کے لئے جگہ آسٹریلوی حکومت نے فراہم کی۔ حال ہی میں آسٹریلیا کے مسلمانوں نے ایک خوبصورت اور جدید ترین جو کہ برسبن (BRISBANE) میں ۳۱۰۰۰ ہزار آسٹریلوی ڈالر کی لاگت سے بنائی ہے، اور یہ رقم آسٹریلیا کے علاوہ نیوزی لینڈ اور جزائر فیجی کے مسلمانوں نے بھی اکٹھی کی ہے۔

آسٹریلین فیڈریشن آف اسلامک سوسائٹیز" یہاں کے مسلمانوں کی ایک مرکزی تنظیم ہے۔ جس کا صدر دفتر ملبورن میں ہے اور شاخیں ملک بھر میں پھیلی ہوئی ہیں۔ کوئنزلینڈ (QUEENS LAND) میں اسکی برانچ کریسنٹ" نامی ایک ماہنامہ بھی شائع کرتی ہے۔ اس مرکزی تنظیم نے ۱۹۶۸ء میں ایک تجارتی کمپنی کا بھی اجرا کیا ہے جسکو مسلمان چلائیں گے۔ اس کا نام آسٹریلین کریسنٹ ٹریڈنگ کمپنی ہے۔ اس کے اہم مقاصد میں ایک مقصد آسٹریلوی مسلمانوں کے لئے حلال گوشت مہیا کرنا ہے جوکہ وہاں کے مسلمانوں کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ اسکے علاوہ گوشت کو دیگر مسلم ممالک بالخصوص مشرقِ وسطیٰ کو بھی برآمد کیا جائیگا۔ نیز یہ تنظیم دوسرے مسلم ممالک کیساتھ تجارتی تعلقات پیدا کریگی۔ سننے میں آیا ہے کہ آسٹریلوی حکومت اس کمپنی کے مقاصد کو اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک فروغ دینے کیلئے کافی امداد دے رہی ہے۔ یہ کمپنی اپنے منافع میں سے آسٹریلیا میں مساجد اسلامی مراکز اور سکول تعمیر کرے گی۔

طلباء کے اندر بھی آسٹریلین فیڈریشن آف مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن نامی ایک تنظیم قائم ہے۔ جسکی شاخیں آسٹریلیا کی تقریباً تمام یونیورسٹیوں میں ہیں۔ اس تنظیم کی بنیاد ۱۹۶۵ء میں برسبن (BRISBANE) میں تنظیم کے موجودہ صدر مسٹر ذاکر رحمانی نے رکھی جوکہ کراچی (پاکستان) کے رہنے والے ہیں۔ اس وقت وہ کوئنز لینڈ یونیورسٹی میں فلسفہ میں پی۔ ایچ۔ ڈی کر رہے ہیں۔

طلباء برادری اس وقت ایک اسلامی رسالہ دی لائٹ (THE LIGHT) نکالنے کی بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ ان کوششوں پر ہم آسٹریلیا کے مسلم طلبا کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔ ان حالات میں یہاں پر مستند علماء کی اشد ضرورت ہے۔ نقل مکانی کرنے والوں کی زبان اور تعلیمی معیار بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ عام طور پر مسلمانوں کے درمیان عام بول چال کیلئے انگریزی ہی رابطہ کے طور پر کام آتی ہے۔ جوکہ درحقیقت وہاں کی قومی و سرکاری زبان ہے۔ انگریزی زبان اسلامی لٹریچر کی فراہمی اور انگریزی جاننے والے علماء کی وافر تعداد ان مسائل کا بہترین حل ہے۔

اس وقت گو وہاں پر تبلیغِ اسلام کا کام نہایت معمولی طور پر ہو رہا ہے۔ مگر پھر بھی طلباء

کے انفرادی میل جول کے باعث کچھ لوگ مشرف بہ اسلام ہوگئے ہیں۔ اور یہ چیز اس بات کی غمازی ہے کہ ان میں اسلام کو قبول کرنے کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ بشرطیکہ ان کے سامنے صحیح معنوں میں اسلام کی دعوت کو پیش کیا جائے۔ ان حالات میں سب مسلمان ممالک پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ وہاں اپنے طور پر مسلم سکول قائم کریں، اور وقتاً فوقتاً وہاں انگریزی سے واقف مبلغین کو بھیجیں۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ آسٹریلیا اور برّاعظم یورپ مذہبی معاملہ میں ہم آہنگ ہیں۔ اور دونوں مذہب کو اب ماضی کا گمشدہ ورق سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک مذہب کو ماننا یا نہ ماننا پرائیویٹ معاملہ سمجھا جاتا ہے۔ لہذا عیسائیت بحیثیت مذہب نوجوان طبقہ کے نزدیک کوئی معنی نہیں رکھتی۔

جزائر فی جی کے مسلمان | جزائر فی جی بحرالکاہل جیسے وسیع و عریض سمندر میں تقریباً ۵۰۰ چھوٹے بڑے جزائر پر مشتمل ہے۔ اسکی مجموعی آبادی ۵ لاکھ سے زیادہ ہے۔ اس میں تقریباً ۵۰ فیصد ہندوستانی باشندے ہیں اور ۴۰ فیصد اصل آبادی ہے۔ یہ لوگ بحراوقیانوس کی اس حبشی نسل سے تعلق رکھتے ہیں جسکا دعویٰ ہے کہ وہ دراصل افریقہ میں جھیل ٹانگانیکا کے علاقہ سے آئے ہیں۔ آبادی کا باقی دس فیصد یورپی، چینی اور دوسرے جزائر کے باشندوں پر مشتمل ہے، قریباً ۴۰ ہزار اہل سنت والجماعت عقیدہ کے مسلمان آباد ہیں جو کہ کل آبادی کا آٹھ فیصد بنتے ہیں۔ یہ مسلمان برصغیر ہندو پاک سے برطانوی حکومت کے زیر تسلط ۱۸۷۹ء میں کماد اور کپاس کاشت کرنے کے لئے یہاں لائے گئے تھے۔ اگرچہ ان میں اکثر اَن پڑھ تھے۔ مگر دین سے محبت کے پیش نظر انہوں نے ہر ضلع میں مساجد تعمیر کیں اور مدرسے تعمیر کئے۔ جزائر فیجی ۱۸۷۴ء میں برطانیہ کے زیر نگین آیا، یہی وجہ ہے کہ نوجوان طبقہ اسلام سے کافی بیگانہ ہو چکا ہے۔ اور مغرب کی اندھی تقلید اسکی زندگی کا نصب العین بن چکا ہے۔

موجودہ دور میں عیسائی، بہائی، لاہوری مرزائی، قادیانی اور دیگر غیر مسلم فرقے اپنی پوری مشنری قوت کے ساتھ اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ فیجی میں غالب اکثریت ۵۰ فیصد عیسائی آبادی ہے۔ دوسرے نمبر پر ۴۰ فیصد ہندو ہیں۔ ان کے علاوہ بہائی، مرزائی (دونوں گروپ) اور دوسرے فرقوں اور مذاہب کے لوگ پوری طرح آراستہ و پیراستہ مشنری تنظیموں کے ساتھ موجود ہیں۔ ۱۹۶۶ء کی مردم شماری کے مطابق تقریباً ۲۲۰۰ لاہوری اور قادیانی مرزائی موجود ہیں۔ جو اسلام سے مرتد ہو کر مرزائی ہوئے ہیں۔ یہ مرزائی برطانیہ کے سرمایہ دارانہ نظام کے تحت اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اس وقت فیجی کے تقریباً ۳ طلباء جامعہ احمدیہ ربوہ پاکستان میں اور ایک طالب علم انجمن

احمدیہ اشاعت اسلام لاہور میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ ان تمام اسلام دشمن قوتوں کی موجودگی میں اسلام کے اصولوں پر سختی سے کاربند رہنا کسی طرح بھی جہاد سے کم نہیں۔ فیجی کے اصل باشندے بھی عیسائی مذہب سے وابستہ ہیں فیجی ایک ترقی پذیر ملک ہے۔ ساؤتھ پیسفک یونیورسٹی واحد یونیورسٹی ہے۔ مگر زیادہ تر طلبا و طالبات برائے اعلیٰ تعلیم کے لئے یورپ جاتے ہیں۔ فیجی میں ۲۵ پرائمری سکول اور تین سیکنڈری سکول مسلمانوں کے زیر انتظام چل رہے ہیں، جن میں بلا تفریق مذہب و نسل تمام طلباء تعلیم پا رہے ہیں۔ جزیرہ کے ہر ضلع میں مسجد موجود ہے۔ یہاں پر ہندوستان کا ہائی کمشنر موجود ہے۔ مگر پاکستان کا نزدیک ترین ہائی کمشنر آسٹریلیا میں ہے، اور یہی وجہ ہے کہ جزائر فیجی کے تعلقات پاکستان کی نسبت ہندوستان سے زیادہ ہیں۔ ہندوستانی حکومت نے بیرونی ممالک میں ہندوستانی زبانیں پڑھانے کیلئے لاکھوں روپے خرچ کئے ہیں۔ حکومت پاکستان کو بھی چاہئے کہ وہ ان ممالک میں خصوصاً جہاں برصغیر ہند و پاک کے مسلمان موجود ہیں، اردو کی تعلیم کا بندوبست کرے مثلاً فیجی جزائر، مارشیش، بعض افریقی ممالک اور جنوبی امریکہ وغیرہ میں۔

۱۰ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو فیجی ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے ابھرا۔ یہ آزادی برطانیہ کی ۹۶ سالہ غلامی کے بعد ملی ہے۔ ضروری اقدامات پہلے سے کر لئے گئے تھے، اور کلیدی مناصب پر بتدریج مقامی باشندوں کو فائز کیا جاتا رہا۔ فیجی کا نیا آئین بھی بن گیا ہے۔ پارلیمنٹ میں مسلمانوں کو بحیثیت اقلیت کے کوٹہ مقرر نہیں کیا گیا۔ کیونکہ ہر شخص انتخاب لڑ سکتا ہے۔ اس سے قبل مسلمانوں کو سیاسی نمائندگی حاصل رہی ہے، جو ناعاقبت اندیش مسلمان رہنماؤں کی کوتاہیوں کی بنا پر چھن چکی ہے۔ میدان سیاست میں دو بڑی پارٹیاں ہیں۔ ایک نیشنل فیڈریشن پارٹی اور دوسری ایلائنس پارٹی۔ سیاسی گروہ بندیوں میں چینیوں کو یورپی باشندوں اور مسلمانوں کو ہندوستانیوں میں شامل کیا جاتا ہے۔ نواحی جزائر سے آئے ہوئے لوگ فیجی کی اصل آبادی میں شامل کئے جاتے ہیں۔ موجودہ دور میں فیجی کے مسلمانوں کو ایک ایسے ادارے کی سخت ضرورت ہے، جہاں جدید علوم کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیم و تربیت کا بھی مکمل انتظام ہو۔ ایسا ادارہ قائم ہو جانے کی صورت میں نہ صرف جزائر فیجی کی ضروریات پوری ہو جائیں گی بلکہ نیوزی لینڈ آسٹریلیا بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ مجوزہ ادارہ بلاشبہ جنوبی بحرالکاہل کے ممالک میں ایک اسلامی مرکز کا کردار ادا کر سکتا ہے۔ اس دور میں اقتصادی، سیاسی اور مذہبی نقطہ نگاہ سے مسلمانوں کی حالت انتہائی غیر محفوظ ہے۔ بیشمار جگہیں ایسی ہیں جہاں تعلیم یافتہ علماء کی تعلیمی سرگرمیوں